رپورٹ : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

دارالعلوم حقانیہ میں ایک تاریخی کتاب "مکاتیب مشاہیر" کی تقریب رونمائی

ایک علمی، روحانی، ادبی روح پرور تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔

حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کا خطاب

برصغیر کی دارالعلوم دیوبند کے بعد آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایوان شریعت (دارالحدیث ہال) میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی نئی تاریخی تصنیف "مشاہیر" کے حوالے سے ایک عظیم الشان تقریب رونمائی منعقد ہوئی، جس کے مہمانِ خصوصی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کراچی سے تشریف لائے تھے۔ ۱۵ر نومبر بروز منگل صبح ہی سے والہین ومحبین اور مخلصین ومعتقدین سے اکوڑہ خٹک کی سڑکیں اور گلیاں دارالعلوم حقانیہ کی طرف بہنے لگیں۔ صبح دس بجے تک ایوانِ شریعت (دارالحدیث ہال) اور دارالعلوم کے احاطے سامعین وحاضرین سے کھچا کھچ بھر گئے تھے دارالحدیث ہال اور گیلریوں کو اپنی وسعتوں کے باوصف تنگ دامنی کی شکایت تھی۔ "زین المحافل" کی تقریب رونمائی کے بعد اس طرح کا یہ دوسرا بڑا اجتماع تھا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالقیوم حقانی سرانجام دے رہے تھے۔ علماء وزعما اور مشائخ واکابر کثیر تعداد میں سٹیج پر رونق افروز تھے۔ حضرات شیخین (مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی) کا اجتماع گاہ تشریف لانے کا منظر دیدنی تھا، حاضرین اور شرکاء کے جوشِ محبت نے عجیب سماں باندھا۔ دونوں حضرات کا فلک شگاف نعروں سے شاندار استقبال کیا گیا، سٹیج پر تین کرسیاں لگی ہوئی تھیں، ایک کرسی پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، دوسرے پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، تیسرے پر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی تشریف فرما ہوئے۔

تلاوت کے بعد مولانا حقانی صاحب نے فرمایا: "حضرات مشائخ، محدثین، معلمین اور زعماء قوم وملت کثیر

تعداد میں تشریف فرما ہیں آج کے تاریخی اجتماع کے مہمان خصوصی شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی ہیں ....۔

گرقدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما رشکِ فردوس شود از قدمت خانۂ ما

اور آج کی تقریب کا خصوصی موضوع شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی تازہ علمی، ادبی، تحقیقی اور عظیم تاریخی دستاویز ''مکاتیب مشاہیر بنام حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مکاتیب مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق'' ہے جو پون صدی پر مشتمل دنیا بھر کے علماء، مشائخ، محدثین، قائدین، زعماء، سیاست دان، حکمران، وزرائے اعظم، اہل علم، ادباء اور رہنمایان قوم وملت کے مکاتیب کا عظیم تاریخی مجموعہ ہے۔ جس کی پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں، دوضخیم جلدیں پریس میں ہیں آج شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے تشریف لانے پر مشاہیر کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق کے استقبالیہ کلمات:

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب نائب صدر وفاق المدارس العربیہ ملتان نے اپنے خطاب میں فرمایا :

اللہ تعالیٰ کا اس نعمت پر ہم جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے اللہ جل جلالہ نے آج بین الاقوامی شخصیت جو علمی وادبی، جدید اور قدیم علوم کا انسائیکلو پیڈیا اور جامع ہستی ہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو ان کی تشریف آوری سے نوازا گیا ہے، جس پر ہم ان کا اور اللہ جل جلالہ کے بے انتہاء شکر گزار ہیں، اس سے قبل بھی اکابر علماء، مشائخ اور زعماء نے دارالعلوم حقانیہ کو تشریف آوری سے نوازا، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کئی بار دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے رہے، کئی کئی روز یہیں ٹھہرے رہتے ۔ ایک دفعہ بہت بڑے مجمع میں فرمایا'' کہ مجھے یہاں آکر بے پناہ خوشی اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک برصغیر پاک وہند کا دیوبند ثانی ہے۔''

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو برصغیر پاک وہند کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ صرف قدیم علوم میں ان کا نام نہیں، جدید علوم، معاشیات، اقتصادیات کے بین الاقوامی ماہر، بڑے بڑے اسلامی بینکوں کے ڈائریکٹر اور چیئرمین ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا بظاہر کمزور سا جسم ہے لیکن ان کی رگ رگ میں علم وعرفان بھرا ہوا ہے اور ان کا قد آسمان کو چھو رہا ہے۔

میرا وفاق المدارس کے امتحانات کے سلسلے میں آٹھ آٹھ، دس دس دن تک دارالعلوم کراچی میں قیام رہتا ہے وہاں پر ان کا جو سلسلہ علم، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف رواں دواں ہے وہ بھی علم وعرفان کا بڑا ایک چشمہ ہے۔ دارالعلوم حقانیہ سے بھی ایک دنیا سیراب ہورہی ہے، الحمدللہ وہاں بھی حضرت شیخ الاسلام باقاعدگی سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فقہ وافتاء اور پھر دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنے علوم کو پھیلانا، بینکوں کو مشورے دینا یہ انہی کا خاصہ ہے، ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. اسی سلسلہ فروغ علم وادب کی ایک کڑی شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی مکاتیب ''مشاہیر'' ہے جو (۵۰۰۰) سے زائد مکاتیب پر مشتمل ہے، لکھنے والوں کے حالات زندگی،

ضروری توضیحات ،تعارف ،سوانحی خاکے اور حاشیے اس پر مستزاد ہیں۔مکاتیب کے حوالے سے عالمِ اسلام کا یہ سب سے بڑا مجموعہ ہے، میں نے تو اتنا عظیم ذخیرہ مشاہیر کے خطوط کا کہیں نہیں دیکھا اور نہ سنا۔تقریب کے دوران جامعہ حقانیہ کے فاضل حضرت مولانا رشید احمد نے منظوم فصیح وبلیغ عربی استقبالیہ پڑھا جس میں مہمان خصوصی کے ساتھ ساتھ جامعہ حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذہ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

سابق سینیٹر مولانا قاری محمد عبداللہ حقانی بنوی :

سابق سینیٹر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ حقانی بنوی نے فرمایا (حضرت قاری صاحب ہی اصل میں اس تقریب کے انعقاد کے محرک تھے' ان کا اصرار تھا کہ اس کی تقاریب جگہ جگہ اور شہر شہر ہونی چاہئیں ۔ کتاب کی اشاعت اور تدوین کے دوران بھی ان کا فرطِ جذبات اور بے چینی و بے قراری سے کتاب کی اشاعت کا انتظار اس علمی انحطاط کے دور میں قابلِ تحسین ہے۔) جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کا ''مشاہیر'' کی ترتیب واشاعت تاریخ کا ایک لازوال کارنامہ ہے، اکابر علماء دیوبند کے علمی ،تصنیفی ،تالیفی ادبی اور اشاعتی کارناموں کا ایک تسلسل ہے،انہوں نے کہا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے امت کے اربابِ علم کی خدمت میں صرف ایک مصنف ،صرف ایک مؤرخ ،صرف ایک زعیمِ قوم وملت کسی ایک شیخ و بزرگ کی تحریر اور پیغام پر اکتفا نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہزار سے زائد سیاسی زعما،علماء،مشائخ ،ادیبوں ،دانشوروں اور مصنفین کے پیغامات،مشن اور ان کی تعلیمات وہدایات کا نچوڑ ہے،گویا مکاتیب مشاہیر کے مصنفین کی تعداد پانچ سو سے بھی زائد ہے جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے حسنِ سلیقہ سے ایک کتاب میں جمع کر کے علوم ومعارف کے حسین ''مرقع'' کی صورت میں امت کے حضور پیش کر دیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد صاحب (ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی)

پشاور کے معروف کالم نگار' تجزیہ نگار و محقق شیخ زید اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد نے اپنے خطاب میں فرمایا : دارالعلوم حقانیہ صرف برصغیر پاک وہند ہی میں نہیں بلکہ عالمِ اسلام میں دارالعلوم دیوبند کے بعد ایک خاص پہچان اور ایک خاص امتیاز رکھتا ہے جب تک یہ دنیا قائم رہے گی ان شاء اللہ! ہمارے یہ ادارے اور دارالعلوم قائم رہیں گے۔اقبال جب قرطبہ کی جامع مسجد میں گئے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد نظم لکھی اس نظم کے دو اشعار پڑھنے آیا ہوں..........

ہسپانیہ تُو خونِ مسلمان کا امیں ہے — مانندِ حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں — خاموش اذانیں ہیں تیری بادِ سحر میں

میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری حقیری سی آواز فضاؤں میں جہاں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مبارک آواز اب بھی محفوظ ہے ،میری سعادت ہوگی اگر میری آواز بھی ان کے ساتھ اس فضا میں محفوظ ہو جائے ،مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں اکثر لوگ

جاتے ہیں، احقر کو بھی اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تھا کئی بار موقع دیا، نماز کے بعد لوگ اذکار میں مشغول ہو جاتے تھے تو میں مدینہ طیبہ کی گلیوں سے نکل کر احد کے پہاڑوں میں پھرا کرتا تھا اور رات کو مدینہ طیبہ کے مسجد کے نیچے نہیں اوپر چھت پر جایا کرتا تھا اور یہ تصور کر کے کہ پروردگار تو وہی ہیں آسمان تو وہی ہے، فضا بھی وہی ہے، ان فضاؤں کو ان تاروں کو جناب رسول اللہ ﷺ کی مبارک نظروں نے بھی دیکھا ہوگا یقین جانیے میں مبالغہ کے بغیر بات کرتا ہوں کہ میں جب آرہا تھا تو اس خطہ کے عظیم مجاہد حضرت حاجی محمد امین صاحب ترنگزئی“ کا شعر بے اختیار کئی بار زبان پر آیا کہ .... ۔

زر کیه سترگے لگوه د قدم لاره نه ده حضرت پری ایخی قدمونه دومره خواره

میں یہاں جامعہ دارالعلوم حقانیہ آرہا تھا تو یہی سوچ رہا تھا کیسے جاؤں گا، کیسے کھڑا ہوں گا اور کیسے بات کروں گا۔

اکبر الہ آبادی نے اقبال کو آم کی پیٹی بھیجی تھی انہوں نے وصول کر کے یہ شعر لکھا .... ۔

یہ تیرا اعجاز مسیحائی ہے اکبر کہ لنگڑا الہ آباد سے چلا اور لاہور پہنچا

یہ علمائے کرام کی مسیحائی ہے مولانا عبدالحق“ کے خاک پاک کا صدقہ اور آپ لوگوں کی محبت ہے کہ مجھ جیسے انسان کو یہاں بات کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

سبکتگین“ جب آخری عمر میں محمود غزنوی کو آگے بڑھانا چاہتے تھے، اپنے جانشین کے طور پر محمود غزنوی“ شہزادے تھے انہوں نے بہت خوبصورت بات فرمائی اپنے والد گرامی سے عرض کیا: ”آپ باغ کی سیر کیجئے، افتتاح کیجئے، بہت خوبصورت باغ تھا، سبکتگین“ نے سیر و تفریح کے بعد اپنے بیٹے کو تخلیے میں لے جا کر کہا کہ بہت خوبصورت باغ ہے مگر کل تجھے میں ایک خوبصورت باغ دکھاؤں گا جو میں نے بنوایا ہے کل صبح نماز کے بعد وہ اسے ایک مدرسے میں لے گئے اس مدرسے میں اساتذہ کرام، طلبہ قرآن و حدیث کا درس پڑھ رہے تھے، میں صبح صبح یونیورسٹی میں سیرت کی کلاس لیتا ہوں تو طلبہ سے کہتا ہوں کہ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علی الصباح صبح کی نماز کے بعد درسِ قرآن دیتے ہیں، پڑھتے ہیں یا جناب رسول اللہ ﷺ کے احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ پڑھتے ہیں اور بقول شاعر ...... ۔

بوقت صبح جب خورشید منہ دکھاتا ہے کوئی حرم کو کوئی میکدے کو جاتا ہے

تو میں جو اپنے دل سے پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے۔

بوقت صبح ہر شخص بہ کاروبار روند بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار روند

ہم تو بلاکشانِ محبت ہیں اس لئے ایسی درسگاہوں کی طرف کھچ کر چلے جاتے ہیں میرے لئے اس عظیم الشان درسگاہ میں قدم رکھنا اور حاضری دینے کا پہلا موقع ہے۔ آپ میں ہر کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اتنے تھوڑے سے فاصلے کے باوجود اب تک کیوں نہیں آئے اللہ گواہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق“ کے بارے میں اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کے بارے میں اور اس ادارے کے بارے میں اور اس ادارے کے عظیم طلبہ کے بارے میں جو مستقبل کے حوالے سے دین

وملت کے رکھوالے ہیں میری دل میں یہ سوز تھا کہ جا کر ملاقات کروں۔

میں مولانا سمیع الحق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ''مشاہیر'' کی پانچ جلدیں مولانا راشد الحق صاحب کے ذریعہ مجھے بھجوائیں کہ میں اس پر تبصرہ لکھوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے میں کالم لکھتا ہوں ''آواز دوست'' کے نام سے آپ میں بہت سارے حضرات نے شاید پڑھا ہوگا لیکن میں بہت مشکل میں تھا کہ کالم تو چھوٹا سا ہوتا ہے اور یہ سمندر کو کوزے میں بند کرنا نہیں سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا پڑ رہا ہے، اب سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا مجھ ناچیز کے لئے بڑا مشکل تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چند جملے لکھے وہ جملے ان کو اچھے لگے اور یہ سبیل بنی کہ آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں جہاں تک مشاہیر کا تعلق ہے برصغیر پاک وہند میں میری تحقیق کے مطابق جو سب سے پہلے خطوط چھپے ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات تھے، میں سمجھتا ہوں کہ ''مشاہیر'' سے ان خطوط کی تجدید ہوگئی ہے جن میں سات سمندر بند ہیں، علوم کی بھی اور تاریخ کی بھی، مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد گرامی، اپنے نام اور ادارے کے نام جو خطوط جس اہتمام سے محفوظ رکھے ہیں حقیقت یہ ہے یہ اسی علم کی برکتیں ہیں آج اتنے خطوط کو محفوظ رکھنا، ترتیب دینا، عنوانات لگانا، حواشی لکھنا اور پھر اسے شائع کرنا دل گردے کا کام ہے، اور یہ ایسے ہی شخصیات اور اداروں کا کام ہے میں ایسے ہی موقع پر جب عقیدت ومحبت بہت زیادہ ہو اور وقت کم ہو دو تین شعر سنا تا ہوں ....۔

یا رب شبِ وصال کو اتنا دراز کر   تا حشر مسجدوں میں اذانِ سحر نہ ہو

اور پھر چونکہ یہ تو ممکن نہیں تھا تو ایک دوسرے شاعر نے کہا ....۔

شبِ وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو   کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

اس کتاب ''مشاہیر'' کے حوالے سے میں خود بھی ایک مہم چلا رہا ہوں، جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے جہاں تک میرا قلم کام کرتا ہے میں لکھوں گا میں بولوں گا تا کہ ہر گھر میں، ہر لائبریری میں، ہر شخص کے پاس، ہر صاحب ذوق کے پاس، ہر صاحب قلم کے پاس اور ہر صاحب علم کے پاس یہ کتاب پہنچ جائے۔ اسلئے کہ ہم سارے کتاب خواں ہیں بقول رحمان بابا ۔

زوړ ند سر په مطالعه د کتاب خوښ یم   چه د یار د خدوخال نښې په کښې وی

حضرت مولانا سید عدنان کاکاخیل (معروف دانشور اور جرأتمند خطیب):

مولانا عدنان کاکاخیل صاحب (جامعۃ الرشید کراچی) حضرت مولانا عزیر گل ؒ اسیر مالٹا حضرت مولانا عبدالحق نافع (مدرس دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیل ؒ کے خانوادہ کے گل سرسبد ہیں۔ کتاب کی تقریب کے حوالے سے مولانا بھی کافی پر جوش محرک رہے ہیں۔ ''ضرب مومن'' اور روزنامہ ''اسلام'' میں مشاہیر کے متعلق کالمز بھی لکھ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا :

اس وقت میری اور آپ کی ایک سی کیفیت ہے، دو تین باتیں عرض کروں گا "مشاہیر" کے حوالے سے ایک ضروری بات یہ ہے۔ ہماری مہمان شخصیت حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے ایک گزارش کروں گا اور ایک اس ادارہ کے حوالے سے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور یہاں سے منسلک طلبہ جو یہاں بیٹھے ہیں مجھے بھی حقانیہ میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ سے تفسیر پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے، حضرت سے یہاں پڑھنے کے دوران شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مجھ سے مسلسل فرمایا کرتے کہ کچھ نہ کچھ لکھا کرو، یہاں دورۂ تفسیر پڑھنے کے بعد میں یہاں سے تو چلا گیا مگر یہاں پڑھنے کی وجہ سے میں بھی اس ادارے کا ایک فرد اور فارغ التحصیل ہوں اور حقانی کہلانے کا حق رکھتا ہوں کیونکہ حدیث پڑھنے والے فضلاء اگر حقانی کہلا سکتے ہیں تو یہاں دورۂ تفسیر قرآن پڑھنے والے تو بدرجۂ اولیٰ حقانی ہیں۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا امتیاز واختصاص یہ ہے کہ پاکستان میں موجود بعض جامعات ایسی ہونگی جن سے پڑھنے والے فضلاء جادۂ اعتدال سے منحرف ہوئے ہوں گے مگر اس خطہ اور مختلف ممالک میں جہاں کہیں حقانیہ کے فضلاء ہیں وہ "حق" کا استعارہ بن چکے ہیں۔ جو کہے کہ میں دارالعلوم حقانیہ کا فاضل ہوں تو اسکے بارے میں پورے اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حق کی جماعت کا فرد ہے۔

حق: حقانی فضلاء کا امتیازی وصف ہے :

مختصر سا واقعہ آپ کو سناؤں۔ چند دن پہلے میرے پاس اسلامی یونیورسٹی کے چند طلباء آئے اور انہوں نے کہا کہ داعی کے بارے میں اور کچھ مسائل کے بارے میں ان کے شکوک وشبہات ہیں کہ یہ باتیں ہمیں ایک مدرسے کے فاضل نے کی ہیں جو یونیورسٹی میں ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں اور پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ حقانیہ کے فاضل ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ باتیں حقانیہ کا فاضل کیسے کہہ سکتا ہے میں نے کہا: آپ تحقیق کرلیں یہ دارالعلوم حقانیہ کا فاضل نہیں ہوگا۔ میں نے دوبارہ ان طلباء کو بلایا تو واقعی معلوم ہوا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل نہیں تھے۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہیں۔ یہ حقانیہ کا خصوصی امتیاز ہے کہ جہاں حقانیہ کے فضلاء پہنچے ہیں وہاں دیوبندیت کی صحیح تعبیر کر رہے ہیں۔ حقانیہ دیوبندیت کا نشان ہے اور حقانیہ نے اس اختصاص کو بلاکم وکاست پون صدی سے قائم رکھا ہے اللہ کرے کہ ہمیشہ کے لئے یہ اختصاص قائم رہے۔

دوسری بات کتاب "مشاہیر" کے حوالے سے عرض کروں کہ کتاب "مشاہیر" کے ساتھ مجھے ایک اور ذاتی تعلق بھی ہے میرے خاندان کے بزرگوں، میرے والد صاحب، میرے دادا جان حضرت مولانا عزیر گلؒ، حضرت مولانا نافع گلؒ کے خطوط بھی اس میں شامل ہیں، ہمارے خاندان کا ان کے ساتھ جو تعلق ہے میں نے لکھا بھی ہے ایک کالم کے اندر خانوادۂ حضرت مولانا عزیر گلؒ اور خانوادہ حقانی کے محبت ومودت کا جو تعلق پون صدی سے ہے تو میرا ذاتی تعلق

بھی ان سے قائم ہے، مگر اردو میں سیر و سوانح کے کتابوں کا پڑھنا مجھے بچپن سے شغف رہا ہے، اردو زبان میں چھپنے والا مواد شاید سارا میری نظر سے گزر چکا ہے، اس کتاب کی خصوصیت علماء اور طلباء پر واضح کردوں کہ اس میں آپ کو وہ سوانحی اشارے ملیں گے جو شاید آپ کو ان حضرات کی لکھی ہوئی مطبوعہ یا خود نوشت سوانح میں نہیں ملیں گی۔ خطوط نویسی ایک عجیب بے تکلف چیز ہے ان خطوط کے بہت بڑی بڑی شخصیتیں کاتب ہیں، حضرت مولانا مفتی تقی عثانی صاحب تشریف فرما ہیں، وہ مولانا سمیع الحق صاحب کو خطوط لکھ رہے تھے تو انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا یہ خطوط کبھی شائع بھی ہوں گے۔ آج وہ چھپے ہیں تو خطوط میں ایک عجیب بے تکلفی کا رنگ لئے ہوئے ہیں، بہت ساری دلچسپ چیزیں جمع ہوگئی ہیں بلکہ اکابر و مشائخ پر لکھے گئے اور لکھے جانے والی سوغات کیلئے تتمہ اور اہم ماخذ کا کام دیں گی۔

تیسری بات جو میں حضرت مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اقبال کی طرف ایک قول منسوب ہے۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا تھا کہ ہر اعتدال پسند مسلمان کا نام دیوبندی ہے آج ہمارے بزرگوں میں سے وہ شخصیات جن کی تحریر، جن کی تقریر، جن کی شخصیت جن کا موقف شرعی مسائل میں، سیاسی مسائل میں، جن کو دیکھ کر اعتدال کی تصویر سامنے آتی ہے، جسے دیکھ کر یقین آتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کا یہ طرز اور طریقہ رہا ہے وہ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ہے آپ ان کے باتوں کو گوش دل سے سنیں اور اسے اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں۔

حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب :

جمعیۃ علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی لاہور نے فرمایا :

مجھے کچھ نہیں کہنا تھا لیکن حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوگیا ہوں۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانی جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک مکتب فکر کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا حکومت سے کہ ہمارے فلاں بزرگ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا جائے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا: ’’حکومتوں سے مطالبے کرکے کسی کیلئے شیخ الاسلام کا لقب لینے سے کوئی شخصیت شیخ الاسلام نہیں بنتی، میں تو اسے شیخ الاسلام سمجھوں گا جو ’’فتح الملہم‘‘ کی تکمیل کرے فتح الملہم شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثانی کی مسلم شریف کی شرح ہے جو مکمل نہ ہوسکی اور آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس کی تکمیل کا یہ اعزاز شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثانی صاحب کو حاصل ہوا۔ انہوں نے فتح الملہم کی تکمیل کی اور فرق قائم رکھا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانی نے جتنا کام کیا تھا وہ تو فتح الملہم کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور جو تکمیل فرمائی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب نے وہ تکملہ فتح الملہم کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، تو میں کہنا چاہتا ہوں ، میرے پاس تمہیدی کلمات نہیں مختصر الفاظ میں یہی کہوں گا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانی نے دو میدانوں میں کام کیا ایک علمی میدان اور دوسرا سیاسی میدان، تو انکے علمی کام کے وارث شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب

ہیں،سیاسی میدان کے وارث شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں۔جنہوں نے قرار دادِ مقاصد اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پاکستان میں شریعت کے نفاذ اور مقاصد پاکستان کے حصول و تکمیل کیلئے ایک طویل جدوجہد کی۔نفاذِ شریعت کا بل پیش کیا اور جمعیۃ علماءِ اسلام کے نظریاتی تشخص کو بچانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔جو میرے قائد ہیں،میرے مربی ہیں اور میں انہیں قائدملت اسلامیہ کہتا ہوں۔.... میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کو مکاتیب مشاہیر کے اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو ہمارا مرکز ہے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کو خوش آمدید کہنا بھی میرے فرائض میں شامل ہے میں انکا خیر مقدم کرتا ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم:

میرے انتہائی واجب الاحترام علمائے کرام،میرے طالب علم بھائیو!میرے بھائی حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے بہت اچھے انداز میں میری نیابت کی اور آپ کی خدمت میں کلمات ترحیب کہے،اس کے بعد میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھ رہا۔"مکاتیب مشاہیر" کے بارے میں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں،اور اس کی تعریف و تعارف کرایا گیا ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عظیم ذخیرہ مرتب ہوا،اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔"مشاہیر" ایک ایسی علمی چیز ہے جس کے ذریعے ہم آپ کو آپ کے اکابر سے متعارف کرانا چاہتے ہیں آج ہمارے مدارس میں ہمارے طلبہ،ہمارے علماء کی اپنے عظیم جلیل القدر علماء کے حالات،ان کے علوم و معارف سے وابستگی کم ہوگئی ہے حالانکہ یہ ہمارے درس اور نصاب کا ایک بڑا حصہ ہونا چاہئے تھا۔ہماری تاریخ کیا ہے؟ ہمارے اکابر کون تھے؟ تو "مشاہیر" کے ذریعے پورے برصغیر پاک و ہند کے اوراکابر و زعماء،مشائخ و علماء اور اکابرین تصوف اور مجاہدین کی تحریریں سامنے آگئی ہیں۔جس سے آپ کے لئے ان کی پہچان کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔میں نے تحریروں میں کوئی ردو بدل نہیں کیا۔ہمارے پشتو کے بڑے بڑے حضرات علماء وہ خط پشتو میں لکھتے تھے اگر اردو میں لکھتے،تو وہ بھی گلابی اردو ہوتی تھی تو ہم نے اس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کی۔اس لئے کہ اصل خط میں اخلاص وللّٰہیت کے آثار جھلکتے ہیں۔"ہر چہ از دل می خیزد بر دل می ریزد"اس کو ہم نے اپنے اضافوں اور ردّو بدل سے داغدار نہیں بنایا،ان میں ہر ایک خط کا نمونہ آپ کو ملے گا۔مجاہدین کا بھی،مبلغین کا بھی،مدرسین کا بھی،مقصد میرا یہی ہے کہ آپ کسی نہ کسی بہانے ان اکابر سے وابستہ ہوجائیں،ان سے تعلق اور علمی رشتے قائم کریں،ہمارا نظامِ تعلیم ان ہی رشتوں اور تعلق پر چل رہا ہے،جسے سند کہا جاتا ہے اور سند کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اکابر کے تسلسلِ سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے وابستہ ہیں۔کتنے اکابر ہیں؟ جن کے نام سے بھی ہم ناواقف ہیں۔مثلاً حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کون تھے؟ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنیؒ کون تھے؟ کتنے لوگوں کو پتہ ہے کہ علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ،مولانا

شمس الحق افغانیؒ، علامہ قاری محمد طیب قاسمیؒ، علامہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ کون تھے؟ یہ تو معروف لوگ تھے ایسے سینکڑوں لوگ ہیں جن سے آپ واقف نہیں ہیں؟ تو میرا کام صرف جمع کرنے کا تھا چونکہ میں مکتوب الیہ ہوں، اصل کمال کاتب کا ہے، الحمدللہ! اللہ نے ''مشاہیر'' کی ضخیم جلدوں میں انہیں جمع کرنے کی توفیق دی اور پانچ جلدوں کے علاوہ مزید دو جلدیں مکمل ہوگئی ہیں یہ بھی کل پرسوں پریس چلی جائیں گی۔ جن میں برصغیر پاک و ہند کے علاوہ سنٹرل ایشیا، عالمِ عرب، ایران، افریقہ اور مغرب و مشرقِ بعید مغرب' امریکہ اور یورپی ممالک' ان تمام ممالک پر مشتمل ایک جلد ہے اور میرے لئے سب سے اہم حصہ ساتویں جلد ہے جو مکمل ہوگئی ہے۔ اس کا تعلق افغانستان سے ہے، اس میں افغانستان کے تمام مشاہیر مولانا محمد یونس خالص حقانیؒ، مولانا جلال الدین حقانی، مولانا ابراہیم جان مجددی شہیدؒ، ربانی، حکمت یار گلبدین، مولانا مجددی، انجینئر حکمت یار، مولانا محمد نبی محمدیؒ، استاد سیاف وغیرہ اور جو تمام اکابرینِ جہاد ہیں ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ربط و تعلق اور وابستگی ضرور ہے۔ اس کے بعد طالبان کی تحریک شروع ہوئی، طالبان سے وابستگی کہیں نہ کہیں قائم رہی ہے۔ عالم کفر کو معلوم ہے، دارالعلوم حقانیہ کا طالبان سے کیا تعلق ہے؟ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ حقانیہ طالبانِ افغانستان کی مادرِ علمی ہے، عالمِ کفر نے جب طالبان حکومت پر یلغار کر کے انہیں ختم کرنا چاہا تو بعض مغربی مبصرین کہنے لگے کہ ''سانپ تو مر گیا لیکن سانپ کی ماں ابھی باقی ہے'' وہ اس کو کبھار سمجھتے ہیں تو اس لحاظ سے جہاد افغانستان میں ابتداء سے لے کر اب تک دارالعلوم حقانیہ کا بڑا عظیم تعلق رہا ہے اور ہماری حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس ساتویں جلد میں جہادِ افغانستان اور تحریکِ طالبان کا بہت سا حصہ آگیا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اتنا بڑا جہاد جو (۳۲) سال سے جاری ہے اور میں اس کو ''ام المعارک'' سمجھتا ہوں، پورا عالمِ کفر اس جہاد کے خلاف ہمارا حریف ہے، ان کا ایسا اتفاق کہیں بھی نہیں ہوا تھا، اور اس طرح جنگ احزاب میں ہوا تھا کہ پورا عالم کفر جمع ہوگیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار کر کے رسوا کیا، اس کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ عالمِ کفر جمع ہوا ہے، امریکہ بھی، روس بھی، یہودی بھی، عیسائی بھی اور کمیونسٹ بھی اور مشرکین ہندوستان بھی۔ ان کے درمیان آپس میں ہزاروں اختلافات ہیں، جھگڑے ہیں لیکن تمام جھگڑوں کو ختم کر کے اس جہاد کے خلاف وہ سب ایک ہیں۔ میں ابتداء سے مجاہدین سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی تاریخ بھی تو کچھ مرتب کرو۔ (۳۲) سال سے جہاد ہو رہا ہے کوئی ایک چیز تو جمع ہو۔ صحابہ کرامؓ سے سبق لو، ان کے ہاں نہ فون تھے، نہ ریڈیو اور نہ کوئی اور ذریعہ، اس کے باوجود انہوں نے ہر چیز محفوظ کی، صرف ''فتوح الشام'' دیکھیں، اور ہر روز اس سے سبق حاصل کریں، صحابہؓ کے مشاغل و مصروفیات سنیں، بایں ہمہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر ہر ادا و انداز اور ان کے ایک ایک بول کو محفوظ کرتے رہے اور ان جہادوں کے ایک ایک خدوخال اور چھوٹی سی چھوٹی باتیں محفوظ کرتے رہیں جو ''مغازی'' اور فتوحات کے نام سے مرتب

ومدون ہیں۔اس سے آگے چل کر بہت سبق حاصل ہوتا ہے۔

سینکڑوں کتابیں صحابہ کرامؓ کے غزوات کے بارے میں مرتب ہوگئی ہیں (۳۲) سال سے جو جہاد جاری ہے، امریکیوں اور روسیوں کو شکست فاش دی۔ہے۔میں نے روس سے جہاد کے وقت سینکڑوں طلباء سے میدان کارزار کی رپورٹیں لکھواتا رہتا جو اس وقت ''الحق'' میں چھپ جاتیں۔اس جہاد پر سینکڑوں جلدیں محفوظ ہونی چاہئیں، تاریخ کا حصہ آئندہ نسل کو منتقل ہوگا، یہ ہمارے افغانی بھائی اور پٹھان قلم کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں، تلوار کے معاملے میں سب سے آگے ہیں، الحمدللہ! امریکہ کو بھگا دیا، قلم و کتاب کے بارے میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو اپنا آئیڈیل بنائیں، محنت کریں، صلاحیتیں پیدا کریں، کل بھی میں نے کہا تھا اور آج پھر زور دے کر کہہ رہا ہوں کہ آپ بہت بڑے عظیم امتحان میں ہیں، اس امت کی بقا اور تشخص کا تحفظ آپ کی ذمہ داری ہے، کافر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماءِ امت کے محافظ بن سکتے ہیں یہی چوکیدار بن سکتے ہیں باقی سب چور ہیں وہ کسی اور کو چوکیدار نہیں سمجھتے۔سیاستدان سب ان کی جھولی میں ہیں، یونیورسٹی کالج کا سرمایہ ان کے پاس ہے اور ان کے ساتھ ہے۔آپ کے تمام وسائل ان کے ہاتھ میں ہیں، آپ کا تمام اسلحہ ان کے قبضے میں ہے، ایٹم بم بنایا گیا ہے لیکن وہ ایٹم بم کس کام کا؟ جس نے ہمیں خطروں میں ڈال دیا ہے اور جس کی حفاظت بھی ہم نہیں کر سکتے۔ایٹم بم ہماری حفاظت نہیں کر رہا۔کافر سمجھتا ہے کہ امت محمدیہ کے بقاء، تحفظ اور دفاع کی جنگ کس نے لڑی ہے؟ اور کون لڑ رہا ہے تو سارے کافر اکٹھے ہوگئے، علماء ومجاہدین کے خلاف۔آپ ہی کو ''دہشت گرد'' کہا جارہا ہے، تو تم نے اپنی ذمہ داریاں محفوظ کرنی اور جاری رکھنی ہیں، طالب علمی کے دور میں اپنے اندر تمام صلاحیتیں پیدا کرنی ہیں جس کی آپ کو آگے ضرورت پڑے گی۔یاد رکھیں! ہم نے اصل جنگ علمی میدان میں لڑنی ہے چونکہ ان کا سارا میڈیا ہمارے دین کے تشخص کو مسخ کر رہا ہے اس نے اسلام کو ''دہشت گردی'' کے نام سے ایک گالی بنا دیا ہے تو اب ہم نے علم کے میدان میں دلائل وحجت کے میدان میں ان کو قائل کرنا ہوگا، اس پروپیگنڈا کا جواب زرداری نہیں دے گا، وزیر اعظم نہیں دے گا سیاستدان نہیں دے گا وہ سب مغرب کے پٹھو ہیں، اس ملک کو آپ بچائیں گے کہ حقانیت اسلام کیا ہے؟ جہاد کیا ہے؟ یہ عائلی قوانین کیا ہیں؟ یہ میراث کیا ہے؟ قانونِ شہادت کیا ہے؟ اسلام کی حقانیت کا علم بلند کرنا ہے۔اب آپ کو عالمِ اسلام کی آخری سرحدوں تک حفاظت کرنی ہے جہاں لوگوں کو محبت سے، مکالمہ سے سمجھانا ہوگا، اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے، اسلام ہمیں ''بلغ ما انزل الیک'' کا سبق دیتا ہے، آپ نے مکمل تیاری کرنی ہے، مستقبل میں آپ دنیا بھر اور یورپ میں اگر جائیں گے تو ان کے مکالموں میں بھی شریک ہوں گے تو ان کی غلط باتوں کا جواب نہایت حکمت وبصیرت سے دینا ہوگا تو اس کے لئے علمی اور مطالعاتی بصیرت وبصارت چاہیے۔

آخر میں میری ایک گزارش یہ بھی ہے کہ مجھے بار بار شیخ الحدیث کہا جارہا ہے، خدا کی قسم میں شیخ الحدیث کہنے

سے ناراض ہوتا ہوں، یہ مبارک وعظیم لفظ اس ناکارہ کیلئے مناسب نہیں، آئندہ کوئی شخص مجھے شیخ الحدیث نہ کہے، میری سب سے یہی درخواست ہے اپنے نام کے ساتھ یہ القابات دیکھ کر شرم اور حیا محسوس کرتا ہوں۔ یہ مبارک الفاظ ہمارے اکابرین ومشائخ کے ساتھ سجتے تھے اور انہی کے صحیح شایان شان معلوم ہوتے تھے۔ بہرحال میں اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ ہم جیسے گنہگار طالبعلموں سے کوئی نہ کوئی چھوٹا موٹا کام لے رہا ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کے ساتھ میرا تعلق بڑا پرانا ہے اور ان سے ملاقات پر مجھے مسیحا وخضر کی ملاقات سے بھی زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہے، اسی طرح مولانا شیر علی شاہ صاحب اور ہم سب اب جارہے ہیں اور بجھتے ہوئے چراغ ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان حضرات کے علم وفضل کی روشنی قیامت تک جاری رہے اور اب اس روشنی کو تم طالب علموں نے قائم ودائم وفروزاں رکھنا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین.

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا خطاب:

ایک طرف میرے لئے بہت عظیم سعادت کا موقع ہے۔ اس کیساتھ ساتھ مجھے اپنے دل میں بڑی شرمندگی بھی محسوس ہورہی ہے، سعادت اس بات پر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مبارک موقع پر، مبارک محفل میں حاضری کی توفیق عطاء فرمائی اور شرمندگی دو وجہ سے، ایک یہ کہ مجھے دارالعلوم حقانیہ میں مہمان خصوصی قرار دیا جارہا ہے اور میرے لئے ضیف اور مہمان کا لفظ بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ میرا اپنا ادارہ ہے: حقیقت تو یہ ہے کہ میں دارالعلوم حقانیہ میں نہ پہلے مہمان تھا نہ آج مہمان ہوں، یہ میرا اپنا ادارہ ہے اور یہاں میں نے بطور مہمان آنا کبھی پسند نہیں کیا، اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے درجات بلند فرمائیں کہ ہمیشہ اتنا پیار دیتے بلکہ اپنے ایک بیٹے کے طور پر شفقت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اور شرمندگی اس بات پر ہے کہ مجھے اس ادارے میں حاضر ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا کہ یہاں کے لوگ اب مجھے مہمان قرار دینے لگے ہیں۔ میں اپنی اس کوتاہی، اپنی غلطی اور بلکہ اگر یہ کہوں کہ اپنے اس گناہ کا اقرار واعتراف کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ مہینوں کا بلکہ سالوں کا بھٹکا ہوا بھی اگر کسی دن واپس آجائے تو اسکی توبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات بھی مجھ سے درگزر فرمائیں گے اور اب آئندہ مجھے یہاں مہمان کی حیثیت سے نہیں بلائیں گے۔

نورِ علم کی خوشبو: اللہ تعالیٰ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو صرف پورے ہند میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں عظیم مقام عطا فرمایا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی سنت، ان کی سیرت، ان کے اخلاق، ان کے کردار کو اپنی زندگیوں میں لانے کی توفیق عطا فرمائیں، وہ اس ادارے کے بانی بھی تھے، شیخ الحدیث بھی اور روح

رواں بھی، ابھی پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد صاحب بتا رہے تھے کہ سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ آوازیں فنا نہیں ہوتیں خلا میں محفوظ رہتی ہیں، حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے انفاسِ قدسیہ فضاؤں کے اندر محفوظ رہتے ہیں اور ان کی مہک قیامت تک باقی رہتی ہے، لہٰذا اس مبارک دارالعلوم حقانیہ میں آ کر ان انفاسِ قدسیہ کی مہک سے ہم جیسے بے شعور انسان بھی لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایک نور ہے، علم کا نور اور علم کی خوشبو ہے جو حقانیہ کے در و دیوار سے مہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔

مولانا سمیع الحق کو سبقت کا شرف حاصل ہے : دوسری وجہ یہ ہے کہ مجھ ناچیز سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کی جارہی ہیں اور بڑے بڑے القابات اختیار کئے گئے حالانکہ مولانا سمیع الحق ہر معاملے میں میرے پیش رو ہیں ،وہ ہر معاملے میں مجھ پر سبقت لئے ہوئے ہیں انہوں نے ''الحق'' جاری کیا تو ان کے بعد ''البلاغ'' جاری کیا گیا اور انہی کی اقتداء کی، یہ میرے پیش رو بھی ہیں محسن بھی بلکہ میرے رہبر و رہنما بھی۔ ''مکاتیب'' کے حوالے سے آج پھر یہ سبقت لے گئے ہیں۔ ایک اور سبقت یہ بھی ہے کہ جو بات میں یہاں کہنا چاہتا تھا وہ انہوں نے پہلے کہہ دی اور یہ بات میرے لئے اب کہنی مشکل ہو رہی ہے انہوں نے کہا کہ آئندہ کوئی مجھے شیخ الحدیث نہ کہے اپنی تواضع کی بنا پر انہوں نے یہ بات فرمائی، میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا اور بڑے بڑے اجتماعات میں، میں نے یہ بات کہی بھی ہے کہ ''شیخ الاسلام'' کا لفظ جو بہت بڑا معزز لفظ ہے مجھ جیسے بے علم انسان کیلئے یہ لفظ استعمال کرنا اس لفظ کی توہین ہے۔ میں نے اپنے ہاں دارالعلوم میں ممانعت کی ہوئی ہے کہ کسی بھی جلسے میں، کسی تقریر میں، کسی بھی تحریر میں یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے اگر کوئی کرتا ہے تو میں اس سے باز پرس کرتا ہوں، یہ القابات شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کیلئے سجتے تھے۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کیلئے سجتے تھے، ہم جیسے لوگوں کیلئے اگر یہ الفاظ استعمال کئے جائیں گے تو یہ مبتذل ہو جائیں گے اور یہ ان القابات کے اصل مصداق کی توہین ہے۔

''مکاتیب'' کی ترتیب و اشاعت مستقل صنفِ تالیف ہے : یہ محفل دراصل ''مشاہیر'' کی تقریب رونمائی کے لئے منعقد ہو رہی ہے میں بہت پہلے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر مولانا سمیع الحق سے ہمارا جو پرانا تعلق ہے بلکہ میں یہ لفظ استعمال کروں شاید حدود سے تجاوز نہ ہو کہ جو ہمارا یارانہ رہا ہے اُس دور کی بھی تجدید ہو جائے، ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنا بڑا اجتماع ہوگا اور اتنی بڑی تقریب ہوگی لیکن یہ ہر معاملے میں میرے پیش رو ہیں اور میرے رہبر و رہنما ہیں۔ انہوں نے یہ تقریب منعقد فرمائی اور یہ اعزاز مجھے بخشا کہ اتنی عظیم کتاب جو انہوں نے مرتب کی اس کی تقریب رونمائی بھی اسی موقع پر منعقد کر لی تا کہ مجھے اس سعادت میں شریک کرا دیں۔

اس کتاب ''مشاہیر'' کے متعلق سب سے پہلے حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے مجھے مطلع کیا کہ وہ کتاب آرہی ہے حالانکہ اس سے قبل ایک مرتبہ مولانا سمیع الحق صاحب مجھ سے ذکر فرما چکے تھے کہ ''مکاتیب'' مرتب

ہورہے ہیں اور میں نے ان سے نہایت عاجزانہ درخواست کی تھی کہ خطوط مرتب کریں مگر اس میں ٹاٹ (میرے خطوط) کا کوئی پیوند نہ لگے، مرتب ہوکر کتاب آگئی اور مولانا سمیع الحق نے کمال مہربانی کی کہ مجھے بھی ارسال فرمائی جس کے لئے میں شدت سے منتظر تھا یقین جانئے، کتاب کو دیکھ کر الحمدللہ مسرت وسرور اور کیف اور لطف کا یہ عالم ہوا کہ میں ہمیشہ اپنی مصروفیات میں لگا رہتا ہوں' تاہم جو کتاب اچھی لگتی ہے تو اس کو سرہانے رکھ کر پڑھتا ہوں چونکہ مصروفیات میں بمشکل اتنا وقت نکلتا ہے کہ میں بشوق اس کتاب کو پڑھ سکوں۔

''لیکن جب یہ کتاب ''مشاہیر'' آئی اور سرہانے رکھی تھوڑی سی ورق گردانی کی تو اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے قیلولہ بھی اس کی نذر ہوگیا جسے میں اپنے لئے ''واجب'' سمجھتا ہوں، ظہر سے لے کر عصر تک کوئی اور کام نہ کرسکا اور کئی دن اسی کتاب میں ڈوبا رہا اور باقی ضروری کاموں کا خیال تک نہ آیا، یوں تو دنیا میں مکاتیب بہت مرتب کئے گئے ہیں اور ہر زبان میں مرتب ہوئے یہ مستقل صنف تالیف ہے، فلاں بزرگ کے مکاتیب، فلاں بزرگ کے مکاتیب، لیکن وہ کسی ایک شخصیت کے متعلق ہوتے ہیں وہ شخصیت یا تو سیاسی شخصیت ہوتی ہے اس نے سیاسی انداز میں مکاتیب لکھے ہوتے ہیں، یا صوفیائے کرام کے خطوط ہوتے ہیں جو تصوف کے اسرار و رموز پر مشتمل ہوتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مکاتیب اسی قسم کے مکاتیب پر مشتمل ہیں جن میں تصوف کے اعلیٰ اسرار و رموز پائے جاتے ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''تربیت السالک'' ہے اسی انداز کے مکتوبات پر مشتمل ہے، بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب جو ان سب کے پیش رو ہیں وہ تصوف کے اعلیٰ ترین مباحث پر مشتمل ہیں۔ یا کوئی ادیب ہوتا ہے تو وہ اپنے ادبی ذوق کی تسکین کیلئے کسی کو خط لکھتا ہے، بعض اوقات وہ خط فرضی بھی ہوتے ہیں لیکن مقصود اس کا ادبی ذوق کی تسکین ہے جیسے ''غبار خاطر'' اس کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے''۔

''مکاتیب مشاہیر'' پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہے: لیکن کم از کم...... ''میرے علم اور میرے ناقص مطالعے کے اندر کسی زبان میں مثلاً فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور دیگر جتنی زبانیں میں جانتا ہوں اسمیں کوئی ایسی کتاب مجھے یاد نہیں آرہی جسمیں اتنی بڑی تعداد کے علماء، دانشور، اولیاء، صوفیاء، اہل قلم اور سیاست دانوں بلکہ مختلف الجہت لوگوں کے مکاتیب کو جمع کیا گیا ہو، میری دانست میں، میرے علم کے حد تک کوئی ایسی کتاب اس سے قبل نہیں آئی''۔

اور لوگ کہیں گے کہ اس سے فائدہ کیا؟۔ مولانا سمیع الحق نے جو اس کے آغاز میں پیش لفظ لکھا ہے اس کو ذرا غور سے پڑھیں اور اس کے اندر آپ کو نظر آئے گا کہ اس پیش لفظ میں مکتوبات کی تاریخ بھی ہے، مکتوبات کا مقصود اور اس سے جو نفع پڑھنے والا حاصل کرسکتا ہے اس کا بیان بھی ہے۔

''الحمدللہ! یہ اعزاز مولانا سمیع الحق کو حاصل ہوا کہ انہوں نے برصغیر کے سینکڑوں بڑے مشاہیر کی تحریروں کا ایک بڑا مجموعہ اپنے خاص ذوق کے ساتھ مرتب فرمایا جس میں، ہم جیسے طالب علموں کیلئے ایک سبق تو یہ ہے کہ اس سے تحریر

کا اور مضمون نگاری کا ایک سلیقہ حاصل ہوتا ہے۔علاوہ ازیں یہ مکاتیب پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہیں۔سیاسی تاریخ، علمی اور ادبی تاریخ، ثقافتی تاریخ، اور معاشرتی تاریخ مکاتیب سے جگہ جگہ چھلک رہی ہے اور جہاں جہاں کوئی پوشیدگی ہے تو مولانا نے اپنے تعلیقات وحواشی کے ذریعے بہت خوبصورت اور مختصر انداز میں اس کا مطلب واضح کر دیا ہے"۔

اس میں صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور زعماء ملت کے درمیان باہمی تعلقات پر روشنی پڑیگی اور اس میں بہت بڑا سبق جسکی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اکابر علماء جنکے الحمدللہ ہم نام لیوا ہیں انکے مذاق اور مزاج مختلف تھے۔بعض امور میں ان کے خیالات میں بھی اختلاف رہا ہے۔ ع　　ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است

اختلاف مذاق ومزاج کی پاسداری : ان مکاتیب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اختلاف مزاج ومذاق کے انہوں نے اس اختلاف مزاج ومذاق کو کس طرح حدود میں رکھا اور ان حدود کی کس طرح پاسداری فرمائی۔ان کے اختلاف مزاج ومذاق اور پھر اس کے حدود کے اندر رہ کر پاسداری سے بھی ہمیں زندگی میں ایک سبق حاصل ہوتا ہے۔

"اس قدر عظیم کتاب کی تیاری پر مجھے حیرت بھی ہوتی ہے میں بے ڈھنگا آدمی ہوں، میں مولانا سمیع الحق کی طرح مکاتیب محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ کر سکا۔آج مجھے شدید افسوس ہو رہا ہے کہ اب مولانا کے جو خطوط میرے نام تھے وہ ابھی تک میرے کاغذات کے جنگل میں ہیں، میں ان کو نکال نہیں پایا،لیکن مولانا سمیع الحق نے جس عرق ریزی کے ساتھ ان کو محفوظ رکھا، نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کو تالیف فرمایا، عمدہ طور پر مرتب فرمایا، ان پر حواشی لکھے، عنوانات لگائے اور ہمارے لئے معلومات کا ایک بہت بڑا گلدستہ تیار فرمایا۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں، ان کے علم میں، ان کے کاموں میں برکات پیہم عطاء فرمائیں اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں"۔

علوم نبوی کے طلبہ کیلئے خصوصی ہدایات : دوسری گزارش طلبہ سے! میں خود بھی ایک طالب علم ہوں لیکن "الدین النصیحہ" کے تحت چند کلمات کہوں گا میں تو خود اس کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن اپنے بزرگوں سے جو بات ملی ہے اسی کو آپ کے سامنے رکھوں گا وہ یہ کہ الحمدللہ! آپ حضرات علم کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، کامیابی کیلئے اپنے آپ کو پہلے حقیقی طالب علم بنانا ہے، اپنے اندر علم کی طلب پیدا کرنا ہے، اگر ہمارے اندر علم کی طلب نہیں تو مادۂ اشتقاق ہی مفقود ہے تو علم کہاں سے آئے گا۔اپنے اندر طلب پیدا کرنے کی ضرورت ہے آج ہمارے ماحول میں یہ طلب ختم ہوتی جارہی ہے، والد محترم ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم وہ نہیں جو صرف داخلے کیلئے اپنا نام رجسٹر میں درج کرائے فرمایا طالب علم وہ ہے جس کی زبان پر ہر وقت کوئی نہ کوئی سوال ہو یا جس کو علم کی دھن لگی ہوئی ہو۔والدِ محترم فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں "ملاحسن" کا سبق پڑھ رہا تھا عبارت حل نہیں ہو رہی تھی تو میں اٹھ کر "دارالحدیث" گیا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے حل کراؤں گا تو حضرت "دارالحدیث" میں نہیں تھے، حضرت کشمیریؒ دارالحدیث یا گھر میں نہ ہوتے تو کتب خانہ میں تشریف فرما ہوتے، مطالعہ فرماتے، میں سیدھا کتب خانے پہنچا

تو حضرت علامہ صاحبؒ نے فرمایا ہاں کیوں بھئی ''ملا مختصر''! والد صاحب چھوٹے قد و قامت کے تھے تو علامہ صاحب انہیں محبت سے ملا مختصر کہا کرتے تھے والد صاحب نے فرمایا ملا حسن پڑھاتے ہوئے ایک اشکال ہوا ہے اجازت ہو تو کتاب لے کر حاضر ہو جاؤں، علامہ صاحب نے فرمایا ہاں! عبارت پڑھو والد صاحب نے عبارت پڑھی، عبارت جب پوری کی تو علامہ صاحبؒ نے فرمایا: آپ کو یہاں یہ اشکال ہوا ہوگا، اشکال بھی خود متعین فرمایا اور اس کا یہ جواب ہے جاؤ۔ ملا حسن پتہ نہیں پڑھاتے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہوگا لیکن اشکال بھی خود متعین فرمایا اور جواب بھی ارشاد فرمایا یہ تھا حافظہ اور شوق علم۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ذوق مطالعہ : حضرت والد صاحب فرماتے: کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ بیمار تھے، ایک مرتبہ رات کو خبر پھیل گئی کہ علامہ صاحب وفات پا گئے ہیں، صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ سیدھا حضرت علامہ کے گھر گئے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ مرتضیٰ حسنؒ تھے اور میں تھا وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ الحمدللہ حیات ہیں جب داخل ہوئے تو علامہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں چونکہ اندھیرا تھا جھک کر کتاب پڑھ رہے تھے۔ حضرت والد صاحب فرماتے ہیں کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حضرت شاہ صاحب سے فرمایا، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت شاہ صاحب کے شاگرد تو نہیں تھے البتہ ان کا احترام اساتذہ جیسا کرتے تھے۔ حضرت! اس بیماری میں آپ نے کونسے مسائل حل کرنے ہیں ساری عمر کتاب سے جڑے رہے اب اس بیماری میں کتاب پر جھکے ہوئے ہو، فرمایا کیا کروں یہ مطالعہ بھی تو ایک روگ ہے۔

حرص علم کا دلچسپ واقعہ : پھر ایک روز بعد خبر آئی کہ وفات پا گئے، حضرت مولانا عبدالفتاح ابوغدہؒ ہی نے ایک کتاب میں اپنے ایک استاد کے بارے میں لکھا ہے کہ بالکل ایسے وقت میں تھے کہ انتقال ہونے والا تھا میں حاضر ہوا تو ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے میں نے کہا حضرت یہ کیا؟ فرمایا: میں اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہونا چاہتا جب تک میں فلاں حدیث کی تحقیق نہ کر لوں، طلب جب علم کی طلب پیدا ہوتی ہے اسکی دھن لگ جاتی ہے تو انسان کو کسی اور چیز پر اتنا حرص نہیں آتا جتنا طلب علم پر آتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں طالب علم بننے کی توفیق عطا فرمائیں، علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ہے بمعنی دانستن یعنی جاننا، کوئی بھی مسئلہ جان لینا، قرآن کریم کی تفسیر جان لینا، کسی حدیث کو جان لینا، لیکن وہ علم کس کام کا جو انسان کو ایمان جیسی دولت بھی عطا نہ کرے۔

علم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے : دوسری حقیقت علم ہے یہ ''حقیقتِ علم'' وہ علم ہے جو دانستن کے ساتھ ساتھ عمل کرائے، یہ علم وہ علم ہے جو علم کہلانے کا مستحق ہے۔ ہمارے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں جب یہودیوں کا ذکر کرتے ہیں، اولاً آیت میں ان کے لئے علم کا اثبات کیا گیا ہے اور آخر آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ...... وَلَبِئْسَ مَاشَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، بظاہر تعارض ہے دونوں میں، پہلے علم کا اثبات ہے پھر علم کی نفی ہے فرمایا: اوائل میں جس علم کا اثبات ہے وہ بمعنی دانستن کے ہے اور جس علم کی نفی ہے وہ حقیقتِ علم کی ہے۔ حقیقتِ علم وہ ہے جس علم پر انسان عمل کرے، حقیقت علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔

ایک بہت بڑے بزرگ تشریف لے جارہے تھے کہ کسی نے کہا یا فقیہ! تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد اس نے کہا حضرت! میں آپ کو کہہ رہا ہوں، انہوں نے فرمایا: اما رأیت فقیہا قط انما الفقیہ الزاھد عن الدنیا الراغب فی الاخرۃ (کیا تم نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا ہے؟ فقیہ وہ ہوتا ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کا رغبت رکھنے والا ہو، جو علم کی حقیقت اور علم کی روح ہے، وہ درحقیقت علم پر عمل ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو علم صحابہ کرامؓ کو عطا فرمایا کہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم، کتاب کی تعلیم، حکمت کی تعلیم اور اس کے بعد تزکیہ۔ اگر شوقِ طلبِ علم ہے اور علم کے ساتھ دل میں مال کی محبت بھی گھسی ہوئی ہے اور پھر مال کی خاطر اپنے زندگی کے فیصلے کر رہا ہے یا علم تو ہے مگر شہرت کی دھن لگی ہوئی ہے اور پھر اپنے زندگی کے فیصلے شہرت کی وجہ سے کر رہا ہے، علم تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے رضا کی بجائے مخلوق کی رضا مقصود ہے تا کہ مخلوق راضی ہو جائے تو پھر وہ علم نہیں ہے وہ جہل ہے۔

شیخ الہندؒ عبدیت اور فنائیت کا ایک نمونہ : حضرت شیخ الہندؒ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ ایک جگہ مدرس ہوئے تو وہاں معقولات کے بہت بڑے شناور قسم کے علماء موجود تھے، اس زمانے میں یہ تھا کہ معقولات ہی علم سمجھا جاتا تھا قرآن وحدیث کے علم کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی تھی، داعی و منتظمِ جلسہ نے فرمایا، میں اپنے اساتذہ میں کسی شیخ کو بلاؤں اور انکو دکھاؤں کہ یہ حضرات علماء دیوبند جس طرح قرآن وحدیث کے علوم کے ماہر ہیں تو اس طرح معقولات کے بھی شناور اور امام ہیں۔ چنانچہ شیخ الہند کو دعوت دی اور مقصد یہ تھا کہ یہاں جو معقولات کے علماء ہیں ان کو دکھاؤں اور شیخ الہندؒ کو بتایا بھی کہ حضرت اگر مناسب ہو تو اس موضوع پر بھی بات ہو، داعی فرماتے ہیں کہ شیخ الہندؒ نے تقریر شروع کی اور میری خواہش تھی کہ وہ لوگ بھی آئیں جو معقولی ہیں چلتے چلتے معقولات کی بات بھی آگئی اور حضرت نے معقولات کے موضوع پر دریا بہانے شروع کر دیئے مگر ابھی وہ لوگ نہیں آئے تھے جن کیلئے حضرت کو بلایا تھا میں نے دیکھا کہ وہی لوگ اپنے متعلقین کیساتھ جلسہ گاہ میں داخل ہو رہے ہیں، میں نے کہا الحمد للہ! اب یہ لوگ آگئے ہیں اور معقولات کی بات شروع ہے جب وہ بیٹھے تو حضرت نے فرمایا اب میرے لئے بیان کرنا ممکن نہیں اور کہا و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

میں حیران تھا کہ یا اللہ! جن کیلئے بلایا تھا ابھی تو وہ لوگ بیان میں آئے بیان ختم ہو گیا تو کسی نے کہا: حضرت ابھی تو وقت آیا تھا وہ لوگ آئے ہوئے ہیں مگر آپ نے تو بیان روک دیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا: ہاں بھئی! یہی خیال مجھے بھی

گزرا، اب اگر میں بیان جاری رکھتا تو ان پر اپنی علمیت ظاہر کرتا مگر میں تو اب تک جو کہہ رہا تھا اللہ کیلئے تھا اور اب دکھاوے کیلئے ہوتا، دکھاوے کیلئے بیان ریاکاری ہے اس لئے بیان روک دیا۔ یہ تھے ہمارے اکابر، مقصود جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ایک مرتبہ بہت بڑے مجمع میں خطاب فرما رہے تھے تین گھنٹے کا بیان ہوا ایک بوڑھا شخص بعد میں آیا جب جلسہ ختم ہوا، بہت افسوس کر رہا تھا کہ میں مولوی اسمٰعیل کا بیان سننے آیا تھا اور بیان ختم ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، میں ہی مولوی اسماعیل ہوں، آؤ میں تمہیں دوبارہ تقریر سناتا ہوں، چنانچہ تین گھنٹے کی تقریر دوبارہ کی، بعد میں کسی نے پوچھا حضرت! آپ نے بھی کمال کر دیا ایک شخص کیلئے اتنا لمبا چوڑا بیان دوبارہ کیا، فرمایا: پہلے بھی ایک ہی کیلئے کیا تھا اور اب بھی ایک ہی کے لئے کیا ہے۔ (یعنی رب العالمین جو ایک ہیں کی رضا کے لئے کیا تھا)

ہمارے اندر ایک بہت بڑا مسئلہ جو درپیش ہے وہ ارضائے خلق ہے، ارضائے خالق کے بجائے ارضائے خلق کو ترجیح دی جاتی ہے، مخلوق ہمیں اچھا کہے، مخلوق ہماری تعریف کرے۔ بحیثیت ایک طالبعلم کے ہمیں رضائے خالق پر نظر رکھنی چاہئے۔

طلباءِ دورۂ حدیث کو اجازتِ حدیث: بیان کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے پندرہ سو شرکائے دورۂ حدیث اور سینکڑوں مہمان علماء کو حدیث اور مسلسل بالاولیات کی اجازت دی۔ حدیث شریف کے ادب کیلئے آپ مسند حدیث پر تشریف فرما ہوئے اور الشیخ یٰسین الفادانیؒ اور دیگر مشائخ کی سند ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولیٰ عبداللہ بن عمرو بن العاص عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء". فرمایا: پوری سند "درسِ ترمذی" کے مقدمہ میں درج ہے۔

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کے دُعائیہ کلمات:

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے اپنے اختتامی اور دُعائیہ کلمات میں فرمایا کہ تمام رات "مکاتیب مشاہیر" کے مطالعہ میں بیدار گزاری ہے اور کام کی عظمت اور کتاب کی جلالت نے مجھے ساری رات رُلایا۔ کتاب پڑھتا بھی رہا اور ساری رات روتا بھی رہا۔ تمام اکابرین اور ان کا زمانہ یاد آ گیا۔ میرے عزیزو! خطوط بہت بڑی چیز ہوتی ہیں۔ میں تو مولانا سمیع الحق کو کہتا کہ تمہارے دل کا زور زیادہ ہے لیکن رات کو جب کتاب پڑھی تو دل سے بے اختیار دُعائیں نکلیں۔ آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ "مشاہیر" کو ضرور پڑھیں اور اس سے علم حاصل کریں۔